(۱۳۰) ایضاً، کتاب النکاح، ۴۸۱/۳۔۴۸۴

(۱۳۱) ایضاً، کتاب النکاح، ۱۴۸/۳، ۱۴۹

(۱۳۲) ایضاً، کتاب الجنائز، ۴۵۵/۲۔۴۵۶

(۱۳۳) ایضاً، کتاب الزھد، ۹۵/۷

(۱۳۴) ایضاً، کتاب الزھد، ۱۸۲/۷

(۱۳۵) کتاب الأوائل، ۲۴۷/۷۔۲۷۵ مثلاً آپ علیہ الصلاۃ والسلام کا فرمان: جنت میں سب سے پہلے تین شخص شہید، غلام اور عیالدار غیر تمند غریب داخل کیے جائیں گے۔
اسلام میں پہلا شخص جس کو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے امیرِ لشکر بنایا وہ حضرت عبداللہ بن جحش تھے۔ جنت بقیع میں سب سے پہلے حضرت عثمانؓ اور پھر ابرہیم بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفن کیے گئے۔

(۱۳۶) کتاب الرد علی ابی حنیفۃ جلد ۷ کے صفحات ۲۷۶۔۳۲۶ پر موجود ہے۔ کتاب کے اس حصے میں ابن ابی شیبہ نے ایک سو پچیس مسائل کی بابت کہا ہے کہ ان میں امام ابوحنیفہ کا عمل حدیث و آثار سے ثابت عمل کے برعکس ہے۔ یہ اختلاف اس زمانے میں کوئی نئی بات نہ تھی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اختلافات اہل علم میں موجود تھے۔ امام دارالھجرۃ مالک ابن انس کے بارے میں ان کے ہمعصر مصری محدث اللیث بن سعد ناقل ہیں:۔ احصیت علی مالك بن انس سبعین مسئلة کلھا مخالفة لسنة النبی صلی الله علیه وسلم مما قال مالك فیھا برأیه قال: وقد کتبت الیه فی ذلك (ابن عبد البر، جامع بیان العلم، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸، ۱۴۸/۲) دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۹۷۸ء/۱۳۹۸ھ کم و بیش یہی بات ابن حزم ظاہری نے کہی: کہ موطأ میں ایسی ستر روایات ہیں: وقد ترك مالك نفسه العمل بھا (تدریب الراوی، ۸۴/۱) ابن عبدالبر نے واضح طور پر بتا دیا کہ احادیث کا یہ ترک اور اس کے مخالف عمل کا ہونا کوئی آسان معاملہ نہیں، وہ فرماتے ہیں: لیس لاحد من علماء الامة یثبت حدیثاً عن النبی صلی الله علیه وسلم ثم یردہ دون ادعاء نسخ علیه باثر مثله او باجماع او بعمل یجب علی أصله الانقیاد الیه او طعن فی سنده ولو فعل ذلك احد سقطت عدالته فضلا عن ان یتخذ اماما ولزمه اثم الفسق۔۔۔ (جامع بیان العلم، ۱۴۸/۲)

(۱۳۷) علمائے احناف نے مؤثر انداز میں ابن ابی شیبہ کے الزام کی تردید کی ہے۔ عبدالقادر قریشی الحنفی (م۷۷۵ھ) نے الدرر المنیفة فی الرد علی ابن ابی شیبة اور قاسم بن قطلوبغا (م۸۷۹ھ) نے الاجوبة المنیفة عن اعتراضات ابن ابی شیبة علی أبی حنیفة تالیف کیں (ذیل تذکرۃ الحفاظ ۱۵۸ حاشیہ ا: النکت، ۶۔۷) ان کے بعد علامہ زاہد الکوثری نے بھی ان اعتراضات کا بھرپور مدلل جواب اپنی کتاب النکت الطریفة

فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبة میں دیا۔ اپنی کتاب میں فرداً فرداً ان ۱۲۵ اعتراضات پر علمی بحث کی ہے اور اس الزام کی تردید کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: نری کثیراً من الآ راء التی یعزوها الیه لم تثبت نسبتهاالیه فی کتب المذهب المتداولة۔۔۔ لو فرضنا أن أبا حنیفة أخطأ فی جمیع المسائل التی عزاها ابن ابی شیبة الیه، لکان هذا العدد عدداً یسیراً بالنظر الی کثرة مسائله التقدیریة فی الفقه۔۔۔ (النکت،۴)

(۱۳۸) البدایة، ۱۰/۶۳-۷

(۱۳۹) کشف الظنون، ۲/۱۲-۱۷

(۱۴۰) الرسالة المستطرفة،۳۶

(۱۴۱) ذیل تذکرة الحفاظ لابن فهد،۱۵۸حاشیہ

(۱۴۲) النکت الطریفة،۳

(۱۴۳) تدریب الراوی،۱/۸۴؛تذکرة الحفاظ،۳/۱۱۵۳؛ ذہبی کہتے ہیں: ماأنصف ابن حزم، بل رتبةالموطأ ان یذکر تلو الصحیحین (سیر أعلام،۱۹/۲۰۳)

(۱۴۴) النکت الطریفة،۷

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

موطا امام مالک پر شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے کام کا جائزہ

حافظ افتخار احمد *

محمد عمران **

امام مالک بن انسؒ (۹۳۔۱۷۹ھ) امیر المؤمنین فی الحدیث اور اہلِ مدینہ کے امام ہیں(۱)۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور نام و نسب مالک بن انس بن ابو عامر بن عمرو بن الحارث ہے۔ یمن کے سلطان ذی اصبح کی نسل سے ہیں اسی لیے اصبحی کہلائے۔ آپ مدینہ میں پیدا ہوئے اور شیوخِ مدینہ سے فیض حاصل کیا۔ آپ نے فقہ و حدیث میں اس درجہ کمال حاصل کیا کہ وہ احادیث اور روایات، جو اہلِ مدینہ کے علما سے روایت کی جاتی تھیں آپؒ ان کے سب سے زیادہ صحیح اور ثابت طریقوں کے جاننے والے اور اسانید کو پہچاننے والے تھے، اس کے علاوہ حضرت عمرؓ کے قضایا اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ (ت ۷۳ھ)، حضرت عائشہ صدیقہؓ (ت ۵۷ھ) اور ان کے شاگرد فقہاء سبعہ کے اقوال کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔(۲)

امام مالکؒ کی موطا تدوینِ حدیث کی اولین کتب میں سے ہے۔ موطا عربی زبان کا لفظ ہے اس کے مختلف معانی ہیں۔ (وطیئاً) نرم اور سہل کے بھی ہیں۔(۳) ابو حاتم رازیؒ (ت ۳۲۷ھ) سے دریافت کیا گیا کہ اس کا نام موطا کیوں رکھا گیا؟ تو انہوں نے جواب دیا: قد صنّفه ووطاه للناس حتیٰ قیل موطا۔" امام مالکؒ نے اس کو مرتب کر کے لوگوں کے لیے سہل اور آسان بنا دیا ہے اس لیے اس کو" موطا" کہا جاتا ہے"۔(۴)

(مواطاۃ) سے موافقت کے معنیٰ ہیں، جیسے (تواطؤا) علی ہ توافقوا "سب نے اس پر اتفاق کیا"۔(۵) امام مالکؒ فرماتے ہیں:

میں نے یہ کتاب ستر فقہاء کو دکھائی، سب نے میری موافقت کی، اس لیے میں نے اس کا نام "موطا" رکھا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس قول کو راجح قرار دیا ہے کیونکہ یہ معنیٰ صاحبِ کتاب سے منقول ہیں۔(۶)

---

* ایسوسی ایٹ پروفیسر / چیئرمین شعبہ علومِ اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، پاکستان

** پی ایچ ڈی سکالر شعبہ علومِ اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، پاکستان۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ (ت ۱۱۷۶ھ) نے موطا کے یہی معنی لیے ہیں کہ جس پر عام ائمہ، علماء اور اکابر چلے ہوں، اور جس کو ان سب کی آراء نے روندا اور پامال کیا ہو۔ یعنی سب نے اس کے متعلق گفتگو کی ہو اور اس سے اتفاق کیا ہو اس طرح گویا اس کے معنی "متفق" اور "مطابق" کے ہیں، چونکہ تصنیف کے بعد تمام شیوخِ حدیث نے اس سے اتفاق کیا اس لیے اس کا نام موطا مشہور ہو گیا۔(۷)

"موطا" اس راستے کو کہتے ہیں جس پر لوگ بکثرت گزرتے ہیں۔ سنت کے معنی بھی راستے کے ہیں، یہ وہ راستہ ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزرے، موطا وہ پامال راستہ ہے جس پر آنحضرت ﷺ کے بعد تمام صحابہ گزرے۔ غرض موطا کا لفظ اپنی حقیقت کا آپ مفسر ہے، کہ یہ ان مسائل پر مشتمل ہے جن پر صحابہ کا عمل رہا ہے اور جمہور سلف جن پر چلے ہیں۔(۸)

اصطلاحِ محدثین میں موطا، حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جو ابوابِ فقہ کے مطابق مرتب کی گئی ہو اور وہ احادیثِ مرفوعہ، موقوفہ اور مقطوعہ پر مشتمل ہوتی ہیں۔(۹) امام مالکؒ کی موطا حدیث وفقہ کی مشترک کتاب ہے۔ خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام مالکؒ سے اسکی تالیف کی درخواست کی تھی:

یا مالک ! وَطئ للناس کتابا،اجتنب فیه شواذ ابن مسعودؓ، وشدائد ابن عمر،ورُخص ابن عباسؓ واقصداوسط الامور وما اجمع علیه الصحابة والائمة،واجعله ذا العلم علماء واحداً۔(۱۰)

(اے مالکؒ! لوگوں کے لیے ایک ایسی کتاب مدوّن کیجئے جس میں عبد اللہ بن مسعودؓ کے شواذ، عبد اللہ بن عمرؓ کے شدائد، عبد اللہ بن عباسؓ کی رخصتوں سے اجتناب کیا گیا ہو اور درمیانی راستہ اختیار کر کے ایسی کتاب لکھیے جس پر صحابہؓ اور آئمہؒ کا اجماع ہو اور یہ ایسا علم ہو جس پر علماء متفق ہوں)۔

آپؒ مختلف مسائل کو ثابت کرنے کے لیے مرسل (۱۱) اور موقوف (۱۲) روایات بھی نقل کرتے ہیں۔ اور فقہی مسائل کی تفصیل کے لیے صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ کا بھی بکثرت حوالہ دیتے ہیں اور بعض احادیث کو سند کے بغیر بھی روایت کرتے ہیں جنہیں بلاغات کہا جاتا ہے۔ اکثر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ موطا کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ کیونکہ جو احادیث سند کے بغیر ہیں یا مرسل ہیں اور متصل نہیں ہیں ان کی بھی صحیح اسناد اور مکمل سلسلہ روایت کو دوسرے راویوں کے ذریعے معلوم کر لیا گیا ہے۔(۱۳) امام مالک نے ایک لاکھ احادیث میں سے دس ہزار منتخب کر کے موطا میں نقل کیں پھر بر ابر ان کو کتاب وسنت اور آثار واخبار صحابہ پر پیش کرتے رہے یہاں تک کہ ان سب کو قلمزد کر دیا اور صرف پانچ سو باقی رہ گئیں۔(۱۴) ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد بن صالح ابہری (۲۸۹۔۳۷۵ھ)

کے مطابق موطا کی احادیث کی تعداد درج ذیل ہے۔ مسند وومرفوع چھے سو(۶۰۰)مرسل دوسوبائیس (۲۲۲)موقوف چھے سو تیرہ(۶۱۳)تابعین کے اقوال و فتاویٰ، دو سو پچاسی (۲۸۵)،اس طرح کل مرویات ایک ہزار سات سوبیس(۱۷۲۰)بنتی ہیں۔(۱۵) جبکہ محمد فواد عبد الباقی (۱۲۹۹۔۱۳۸۸ھ) نے مفتاح الموطا میں موطا کی کل احادیث کی تعداد ایک ہزار آٹھ سو بارہ (۱۸۱۲) جن میں قولی احادیث کی تعداد آٹھ سو ستائیس (۸۲۷) لکھی ہے۔(۱۶)

موطا کو تصنیف کے وقت سے اب تک قبولیت دوام حاصل ہے۔ جس کا اعتراف ہر دور میں مشاہیر کرتے آئے ہیں۔چند اقوال درج ذیل ہیں۔

امام شافعیؒ(ت ۲۰۴ھ):ماعلى الأرض كتاب أصح من كتاب مالك۔(۱۷)(روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد موطا مالکؒ سے زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں)۔ما وضع على الارض كتاب هو اقرب الى القرآن من كتاب مالک۔(۱۸)(امام مالک کی موطا سے بڑھ کر قرآن مجید سے قریب ترین کرۂ ارض پر کوئی کتاب نہیں ہے)۔

قاضی ابو بکر ابن عربی(ت ۵۴۶ھ):یہ پہلی کتاب ہے جو شریعتِ اسلامیہ میں لکھی گئی ہے۔(۱۹)

حافظ علاء الدین مغلطائی(۶۸۹۔۷۶۲ھ) :اوّل من صنّف الصحيح مالک۔(۲۰)(جس نے سب سے پہلے "الصحیح" مرتب کی وہ مالک ہیں)۔

امام جلال الدین سیوطیؒ(ت ۹۱۱ھ) :موطا میں کوئی ایسی مُرسل حدیث نہیں کہ کسی مرفوع روایت سے لفظاً یا معناً اس کی تائید نہ ہوتی ہو۔الغرض یہ کہنا بالکل قرینِ صواب ہے کہ الموطا سب کے نزدیک صحیح ہے" ۔(۲۱) علامہ ابن عبد البرؒ(ت ۴۶۳ھ) کو موطا میں جن چار روایات کا ماخذ نہیں ملا تھا، حافظ ابو عمرو ابن الصلاح نے اپنے رسالہ "رسا لة فى و صلِ ا لبلا غا تِ الا ر بعة فى ا لمؤ طا" میں ان چار مرویات کا اتصال بھی بیان کر دیا ہے۔

حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ (ت ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:موطا کو تمام کتب احادیث پر فضیلت حاصل ہے۔ یہ فضیلتِ مصنف، التزامِ صحت، شہرت و قبولیت احادیث اور حسنِ ترتیب کے اعتبار سے بے نظیر ہے۔ائمہ مذاہب و تبع تابعین میں سے کسی کی کوئی تصنیف موطا کے علاوہ آج موجود نہیں۔ موطا کے مقابلے میں کوئی دوسری کتاب نہیں کہ محدثین اس کی قدر و منزلت پر ویسے ہی متفق ہوں۔(۲۲) شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ (ت ۱۲۳۹ھ)

فرماتے ہیں :" موطا امام مالک صحیحین کی اصل اور ان کی ماخذ ہے اور اس کی شہرت بھی کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔ امام مالکؒ کے زمانہ ہی میں آپؒ سے ایک ہزار علماء نے موطا کی روایت کی ہے۔(۲۳)

طلبِ حدیث کی غرض سے مدینہ منورہ کی طرف امام مالکؒ سے موطا کی روایت کے لیے کثیر تعداد میں لوگوں نے سفر کیا۔ آپؒ کے زمانہ میں ایک ہزار سے زیادہ علماء نے بلاواسطہ موطا کی روایت کی ہے۔(۲۴) اگرچہ موطا امام مالکؒ کی تالیف ہے مگر اخذِ روایت میں راویوں کی کثیر تعداد کی وجہ سے موطا کے نسخوں میں اختلاف ہے اور ہر موطا اپنے راوی کے نام سے مشہور ہوئی ، جیسے موطا یحییٰ بن یحییٰ اللیثیؒ (ت ۲۳۴ھ)، موطا ابن القاسمؒ (ت ۱۹۱ھ)، موطا امام محمد بن الحسنؒ (ت ۱۸۹ھ)، موطا ابو مصعبؒ (ت ۲۴۲ھ)۔ اس طرح موطا کے نسخوں کی تعداد تیس کے قریب پہنچ گئی ہے۔

قاضی عیاض کہتے ہیں کہ جس قدر اہتمام موطا کا کیا گیا، کسی اور کتاب کا نہیں کیا گیا۔ موطا کو شارحین، معلقین و محدثین کی ایک بڑی جماعت ہاتھ آئی اور تقریباً پچیس علمائے کبار نے اس کی شرح و تعلیق اور دیگر خدمات انجام دی ہیں۔(۲۵) سید سلیمان ندوی (۱۳۰۲۔۱۳۷۳ھ) نے موطا پر ہونے والے اہم کام کی ایک فہرست دی ہے جس پر چھیاسٹھ (٦٦)، کتب کے نام دیئے ہیں۔

چند شروح کے نام یہ ہیں: تفسیر غریب الموطا، عبد الملک بن حبیبؒ (ت ۲۳۸ھ)، تفسیر غریب الموطا: احمد بن عمران بن سلامہ الاخفشؒ (ت ۲۵۰ھ تقریباً)، تفسیر الموطا: یحییٰ بن زکریا بن ابراہیم بن مُزینؒ (ت ۲۵۹ھ)، شرح الموطا: خلف بن فرح الکلاعیؒ (ت ۳۷۱ھ)، تفسیر الموطا: ابو المطرّف القنازعیؒ (ت ۴۱۳ھ)، تفسیر الموطا: ابو عبدالملک مروان بن علی البونیؒ (ت ۴۴۰ھ)، التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید: حافظ ابن عبدالبر، ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد مالکی (۳۶۸۔۴۶۳ھ)، التعلیق علی الموطا فی لغاتہ و غوامض اعرابہ و معانیہ: ابو الولید ہشام بن احمد بن ہشام الوقشیؒ (ت ۴۸۹ھ)، المنتقیٰ: ابو الولید سلیمان بن خلف بن سعد بن ایّوب بن وارث باجی مالکی (۴۰۳۔۴۹۴ھ)، الدرّۃ الوسطیٰ فی مشکل الموطا: ابو عبداللہ محمد بن خلف بن موسیٰ الانصاری الالبیریؒ (ت ۵۳۷ھ)، القبس فی شرح موطا امام مالک بن انس؛ قاضی ابو بکر ابن العربیؒ (ت ۵۴۶ھ)، تنویر الحوالک شرح موطا امام مالک: حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابو بکر سیوطی (۸۴۹۔۹۱۱ھ)، شرح موطا: ابو عبداللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف مصری ازہری مالکی زُرقانیؒ (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ)، المصفیٰ فی شرح الموطا (فارسی) اور، المسوّیٰ من احادیث الموطا (عربی) امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ (۱۱۱۴۔۱۱۷۶ھ)، الفتح الرحمانی: ابو محمد ابراہیم بن

حسین معروف شیخ بیری زادہ حنفی (ت ۱۲۹۲ھ)، المحلّٰی باسرار الموطا: شیخ سلام اللہ بن شیخ الاسلام بن عبد الصمد دہلوی حنفی (ت ۱۲۲۹ھ) آپ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ کی اولاد سے ہیں۔ التعلیق الممجد علی موطا محمد: ابو الحسنات عبد الحی بن عبد العلیم لکھنوی (ت ۱۳۰۴ھ) اور اوجز المسالک الی موطا مالک: محمد زکریا بن محمد یحییٰ بن اسماعیل کاندھلویؒ (ت ۱۳۱۵ھ)۔

موطا کے شارح یعنی المسوّیٰ اور المصفّیٰ کے مصنف، امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۱۴۔۱۱۷۶ھ) (۲۶) ہندوستان کے ایک علمی اور روحانی گھرانے میں شاہ عبد الرحیم دہلویؒ (۱۰۵۴۔۱۱۳۱ھ) کے گھر پیدا ہوئے۔ چودہ سال کی عمر میں اپنے والد صاحبؒ سے علومِ عقلیہ و نقلیہ کی تحصیل سے فراغت پائی۔ اپنے والد کی وفات کے بعد سترہ برس کی عمر میں مدرسہ رحیمیہ میں مسندِ درس و تدریس پر جلوہ افروز ہوئے۔ بارہ سال علومِ عقلیہ و نقلیہ کی تدریس کی پھر زیارتِ حرمین شریفین اور سندِ حدیث کے حصول کا شوق دامن گیر ہوا۔ چنانچہ آپؒ ۸ ربیع الاوّل ۱۱۴۳ھ کو روانہ ہوگئے۔ (۲۷) وہاں حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپؒ نے حرمین شریفین کے علما سے کتبِ احادیث کی اجازت حاصل کی اور ۱۴ رجب ۱۱۴۵ھ (۹ جولائی ۱۷۳۲ء) بروز جمعہ وطن دہلی واپس آ گئے۔ (۲۸)

شاہ صاحبؒ حج و زیارت سے واپس آکر دہلی میں تدریس و تبلیغ اور اصلاح و تذکیر کے فرائض انجام دینے لگے، جب آپؒ نے درسِ حدیث کا آغاز کیا تو اطراف و اکناف سے طلبہ کھنچ کھنچ کر آنے لگے تو مدرسہ کی جگہ کم پڑ گئی تو محمد شاہ (۱۱۳۱ھ۔۱۱۶۱ھ) نے شاہ ولی اللہؒ کے درسِ حدیث کے لیے عالی شان مکان دیا۔ (۲۹) حرمین کا سفر کرنے سے پہلے آپؒ نے بارہ سالہ تدریس کے دوران، چاروں مذاہب کی فقہ اور اصولِ فقہ کہ کتابوں کا مطالعہ کیا اور ان احادیث کا بھی مطالعہ کیا جسے فقہاء بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں۔ فقہاء کے ان اختلافات کے مطالعہ کے دوران آپؒ کی حسّاس طبیعت پریشان ہوگئی، کیونکہ آپؒ چاہتے تھے کہ عمل کے لیے ایک طریقہ کا متعین ہونا ضروری ہے اور بغیر ترجیح کسی معاملے کا تعین ایک منطقی مغالطہ ہے چونکہ علماء کے درمیان اختلافات کے سبب ترجیح کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں، آپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اس مشکل کے حل کے لیے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر بے سود۔ کسی نے میری مدد نہ کی اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ آخر کار میں نے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعا کی اور اس مشکل کا حل چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اشارہ فرمایا: "پس اشارہ بکتاب موطا کہ تالیف امام ہمام حجۃ الاسلام مالک بن انسؒ است واقع شد و رفتہ رفتہ آں اشارہ در خاطر فاطر شاخ و برگ آوردہ۔" (۳۰) (مجھے حجۃ الاسلام امام مالک بن انسؒ کی کتاب موطا

کی طرف اشارہ کیا گیا اور یہ خیال آخر کار میرے دل میں تقویت پکڑتا گیا)۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو جب موطا امام مالک کی اہمیت کا یقین ہو گیا تو آپؒ کے دل میں دو امور کا شوق دامن گیر ہوا۔ موطا کی روایت کا حصول اور موطا کی شرح۔(۳۱)

اگر شاہ صاحبؒ کے علمی سفر کو بنظرِ غور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ سید السند شیخ محمد افضل سیالکوٹیؒ (ت ۱۱۴۶ھ) کے پاس بھی حدیث کی سند کے حصول میں موطا کو ہی مقصود بنائے ہوئے تھے مگر آپ کی تشفی نہ ہوئی تو آپ نے حرمین شریفین کا ارادہ کیا۔

موطا امام مالکؒ بروایت یحییٰ بن یحییٰ مصمودی اندلسیؒ کی اسناد کی اجازت شاہ صاحب کو دوسرے شیوخ سے بھی حاصل ہے لیکن جو سند قراءت اور سماع کے اعتبار سے مسلسل ہے وہ شیخ محمد وفد اللہ مکی مالکیؒ سے ہے اور یہی سند آپ نے المسوّٰی اور المصفّٰی میں بھی تحریر کی ہے۔(۳۲)

یحییٰ بن یحییٰ مصمودی نے امام مالکؒ سے کتاب الاعتکاف کے آخر کے چند ابواب کی بلا واسطہ سماعت نہیں کی اور وہ باب یہ ہیں:

باب: خروج المعتکف للعید، باب: قضاء الاعتکاف اور باب: النکاح فی الاعتکاف(۳۳)

ترتیبِ زمانی کے اعتبار سے "المسویٰ من احادیث الموطا" کو "المصفّیٰ فی احادیث الموطا" پر اولیّت حاصل ہے۔ دونوں شروح میں شاہ صاحبؒ نے موطا بروایت یحییٰ بن یحییٰ مصمودیؒ کی احادیث و آثار اور اقوال کا التزام کیا ہے۔ بعض بلاغیات امام مالک کو حذف بھی کر دیا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ اپنی تصانیف میں المسوّیٰ کا اپنے طلباء کو درس بھی دیا کرتے تھے۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ نے بھی شاہ صاحبؒ سے اس شرح کو سبقاً پڑھا۔

"وراقم الحروف این شرح از ایشاں بضبط واتقان شنیدہ است"۔(۳۴) (میں نے اس شرح کو ان سے ضبط واتقان کے ساتھ سنا ہے)۔

المسوّیٰ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت کے شروع میں شاہ صاحبؒ کا اجازت نامہ منسلک ہے جو کہ آپؒ نے شیخ جار اللہ بن عبد الرحیم پنجابی کو ۲۱ محرم ۱۱۷۳ھ بروز جمعہ کو مرحمت فرمایا تھا۔ شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:

"وقرأ علی شیأً من کتبی ورسائلی التی الفتها فی اصناف العلوم ، فمن ذلک المسوّیٰ من احادیث الموطا من اوله الیٰ آخره"۔(۳۵)

المسوّیٰ کا تو حضرت امام شاہ ولی اللہؒ اپنے طلباء کو درس دیا کرتے تھے لیکن مصفیٰ شرح موطا کا مسودہ آپؒ اپنی حیات میں تیار کر چکے تھے مگر اس کی ترتیب و تہذیب ابھی باقی تھی کہ آپؒ کا وصال ہو گیا۔ آپؒ کے خلیفہ اور شاگردِ خاص شیخ محمد عاشق پھلتیؒ اس بارے میں فرماتے ہیں:

”چوں ایں کتب مصفیٰ شرح موطا امام مالک از قلم فیض رقم حجت اللہ حضرت شاہ ولی اللہ رضی اللہ عنہ و ارضاہ بہ تسوید رسید بسبب اشتغال باشغال دیگر توجہ بہ ترتیب و تہذیب آں مسودات مبذول نشد و مدتے غیر مرتب ماند ہر چند گوشۂ خاطر مبارک باں طرف ہمیشہ مصروف بود لیکن صورت نمی گرفت تا آنکہ روح پر فتوح ایشاں بملاء اعلیٰ پرواز فرمود“(۳۶)

آپ کی وفات کے واقعۂ فاجعہ کے ایک عرصہ بعد تک تو آپؒ کے خلفاء و متعلقین کو مصفیٰ کے مسودے کی طرف توجہ نہ ہوئی۔ مگر پانچ چھے ماہ بعد آپؒ کے صاحبزادہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کو خواب میں شاہ صاحبؒ نے، موطا کے فارسی ترجمہ کی اشاعت کی طرف شوق کا اظہار فرمایا، چنانچہ جب آپؒ کی تصانیف کے کاتب، مرتّب اور جامع، شیخ محمد عاشق پھلتیؒ کو اس خواب کی اطلاع دی گئی تو حضرت شاہ صاحبؒ کے شاگردِ رشید خواجہ محمد امین ولی اللہیؒ کے ساتھ مل کر المسوّیٰ کی ترتیب پر مصفیٰ شرح موطا امام مالک کے مسودات کی ترتیب و تہذیب میں مشغول ہو گئے اور ۱۸ شوال ۱۱۷۹ء بروز اتوار کو اس کام سے باحسن الوجوہ فارغ ہوئے۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ ان دونوں شروح کے بارے میں فرماتے ہیں:

”قد حضرت شیخنا و قدوتنا فی کل العلوم والا مور ولی اللہ دہلوی قدس اللہ سرّہ العزیز دو شرح نوشتہ اند بر احادیث و آثار بروایت یحییٰ بن یحییٰ اللیثی و اقوال مالکؒ و بعضے بلاغیات ایشاں را حذف فرمودہ اول خیلے دقیق و مجتہدانہ است بزبان فارسی نام او مصفیٰ فی احادیث الموطا و دوم کہ مختصر است و دراں اکتفا بر بیان مذاہب فقہاء حنفیہ و شافعیہ فرمودہ اند و قدرے ضروری از شرح غریب و ضبط مشکل داخل نمودہ مسمیٰ بالمسوّیٰ من حدیث الموطا۔"(۳۷)

(ہمارے شیخ اور علوم و امور میں ہمارے پیشوا جناب حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدّس سرّہ العزیز نے بھی اس موطا کے حدیث و آثار کی جو بروایت یحییٰ بن یحییٰ لیثی مروی ہیں دو شرحیں لکھی ہیں مگر ان میں امام مالکؒ کے اقوال اور ان کی بعض بلاغات کو حذف کر دیا ہے، پہلی شرح کچھ دقیق اور مجتہدانہ رنگ میں ہے اور فارسی زبان میں ہے، اس کا نام مصفیٰ فی احادیث الموطا ہے اور دوسری شرح مختصر ہے۔ اس میں صرف فقہائے حنفیہ اور شافعیہ کے مذاہب

بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے اور کچھ ان ضروری امور کا جو ضبط مشکل اور شرح غریب سے تعلق رکھتے تھے، اضافہ کر کے مسوّیٰ من احادیث الموطا نام رکھا)۔

المسوّیٰ کے بارے میں شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"میں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے پُر امید ہوں کہ یہ کتاب علوم کی پانچ اقسام کی جامعیت رکھتی ہے۔وہ آدمی، جو معزز (علماء وفقہاء) کے منہج کے مطابق چلنے کا ارادہ رکھتا ہے، اس کے لیے (ان علوم پر مشتمل) یہ کتاب بڑی عمدہ ہے۔(اس کتاب میں):

۱) کتاب اللہ کی نصوصِ قطعیہ سے مسائل اخذ کیے گئے ہیں۔

۲) مستفیض اور مشہور احادیث سے ثابت شدہ مسائل ہیں۔

۳) ہر باب میں مضبوط روایت شدہ اصول بیان کیے گئے ہیں۔

۴) جس پر جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین متفق ہیں۔

۵) جو امام مالکؒ نے استنباط کیا اور فقہاء اور محدثین کی بڑی جماعتوں نے امام مالکؒ کی اتباع کی ہے۔(۳۸)

حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اہل السنت والجماعت کے چاروں فقہی مسالک کے تقابلی مطالعہ کو فروغ دینے کے لیے "فقہ المقارن" اور فقہاء مجتہدین کی آراء سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آنے والے ادوار کے لیے "الفقہ المختار" کی بنیاد رکھی، اور اس کے اصول وضع فرمائے، فقہاء مجتہدین کے مابین فروعی اختلافات کو حضرت شاہ صاحبؒ نے تطبیق کے ذریعے ان میں موافقت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ علم الفقہ میں آپ کا بہت ہی نمایاں کارنامہ ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی دور رس نگاہوں نے آنے والے ادوار کی ضرورتوں کو محسوس کرتے ہوئے "فقہ مختار" کی بنیاد رکھ دی تھی جس کی اہمیت کو بعد کے علماء نے تسلیم کی، چنانچہ عصرِ حاضر کے عظیم فقیہ وہبہ بن مصطفیٰ الزحیلی بیان کرتے ہیں:

" من رجال الأزهر وجامعة الزيتونة في مصر وتونس وغيرهما من البلاد الإسلامية، إلى دواعي النهضة أوالحركة المطلوبة، فقاموا باختيار الحق أو الأفضل والأصلح من الآراء الفقهية المتعددة في المسألة الواحدة، لجعل (الفقه المختار) يتفق مع المصلحة العامة في هذا العصر "،(۳۹)

(جامعہ ازہر-مصر، جامعہ زیتونہ- تیونس اور دوسرے ممالک اسلامیہ کے مخلص علماء نے ترقی اور بیداری کی اس تحریک کے تقاضوں پر خلوص سے لبیک کہتے ہوئے کسی ایک مسئلے میں مختلف فقہی آراء میں سے حق، افضل یا زیادہ سود مند رائے کو اختیار کرنے کا بیڑا اٹھاتے ہوئے دورِ حاضر کی مصلحتوں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے "فقہ مختار" کی بنیاد رکھی۔)

المسوّیٰ میں آپؒ نے صرف فقہاء حنفیہ اور شافعیہ کے مذاہب کو بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ شاہ صاحبؒ اس بارے میں فرماتے ہیں:

"امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے مذاہب امّت میں سب سے زیادہ مشہور ہیں، سب سے زیادہ پیرو بھی انہی کے پائے جاتے ہیں اور تصنیفات بھی انہی مذاہب کی زیادہ ہیں۔ فقہاء، محدثین، مفسرین، متکلمین اور صوفیاء زیادہ تر مذہب شافعی کے پیرو ہیں اور حکومتیں اور عوام زیادہ تر مذہب حنفی کے متبع ہیں، اس وقت جو امر ملاء اعلٰی کے علوم سے مطابقت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں کو ایک مذہب کی طرح کر دیا جائے، ان دونوں کے مسائل کو حدیثِ نبوی ﷺ کے مجموعوں سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے، جو کچھ ان کے موافق ہو وہ باقی رکھا جائے اور جس کی کوئی اصل نہ ملے اسے ساقط کر دیا جائے پھر جو چیزیں تنقید کے بعد ثابت نکلیں، اگر وہ دونوں مذاہب میں متفق علیہ ہوں تو وہ اس لائق ہیں کہ انہیں دانتوں سے پکڑ لیا جائے اور اگر ان دونوں کے درمیان اختلاف ہو تو مسئلہ میں دونوں قول تسلیم کیے جائیں)۔(۴۰)

شاہ صاحبؒ چاروں فقہی مسالک کو موطا کی شرح خیال کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

وهذه المذاهب بالنسبة للموطا كالشروح للمتون۔(۴۱)

(اور ان چاروں فقہی مسالک کو موطا سے ایسی ہی نسبت ہے جیسے شروح کو متن کے ساتھ ہوتی ہے)۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے مصفیٰ کا جو مقدمہ لکھا ہے اس کو پڑھ کر یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ شاہ صاحبؒ نے اپنے دور اور مابعد کے ادوار کے لئے موطا امام مالک کو اجتہاد کی شاہراہ کے طور پر متعارف کرایا اور موطا کی ترتیبِ نو، ابواب بندی، آیات احکام کا اضافہ اور شرح میں بالخصوص امام شافعیؒ کے تعقبات کو ایک مجتہد کے نصاب کے محتویات کے طور پر مدوّن کیا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

"در شرح ترتیب وتبویب مسائل فقہیہ بر حسب کتب فقہ وذکر آیات متعلقہ بہر باب وشرح غریب وترجمہ ہر حدیثے وبیان اختلاف فقہادر ہر مسئلہ بوجود آمد وتحدید الفاظ واردہ در نصوص واستخراج علۃ ہر حکمے و تخلص بواسطہ آں بقواعد کلیہ جامعہ مانعہ وتعقب شافعیؒ وغیر آں کہ غوامض اسرار اجتہاد ست، ذکر کردہ شد ووصل مرسل وماخذ اقوال صحابہ وتابعین کہ از غوامض مجتہدین وغوامض محدثین ہر دو معرض ومتغافل اند"۔(۴۲)

(اس شرح میں موطا کی روایات کو نئے سرے سے ترتیب دیا گیا ہے اور فقہی مسائل کی فقہ کی کتابوں کے مطابق ابواب بندی کی گئی ہے۔اور ہر باب سے متعلق آیات کے غریب الفاظ کی شرح، ہر حدیث کا ترجمہ، فقہاء کے درمیان ہر مسئلہ میں اختلاف کا بیان، نصوص میں الفاظ کی تحدید اور ہر حکم کی علت کا معلوم کرنا اور جامع اور مانع اصولوں کی روشنی میں صاف کرنا اور امام شافعیؒ اور دوسرے ائمہ کے تعقبات جو کہ اجتہاد کے راز کے گہرے علوم میں سے ہیں، بیان کئے ہیں۔اور مرسل روایات کا وصل، صحابہ اور تابعین کے اقوال کا ماخذ معلوم کرنا جو کہ فقہاء اور محدثین کے گہرا علوم میں سے تعلق رکھتے ہیں، جن سے فقہاء اور محدثین کے دونوں گروہ غافل ہیں)۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے موطا کی شرح سے پہلے، اس کی مرویات کو کتب فقہ کی ترتیب پر مرتب کیا اوران میں آیاتِ احکام کا بھی اضافہ کیا ہے جو کہ ایک فقیہ کے لیے جاننا ازبس لازم ہے، چنانچہ آپؒ نے موطا کی از سرِ نو ترتیب وابواب بندی میں موطا کی اکسٹھ (۶۱) کتب کو گیارہ (۱۱) کتب میں تقسیم کیا۔کتاب الصلاۃ، کتاب الزکاۃ، کتاب الصیام، کتاب الحج، کتاب البیوع و المعاملات، کتاب الفرائض، کتاب النکاح، کتاب احکام الخلافۃ، کتاب الاحکام المتعلقۃ با الطعام والشراب وغیر ذلک مما یحتاج الیہ الانسان فی معیشتہ، کتاب الرقائق اور کتاب سیرۃ النبی ﷺ و اصحابہ ان گیارہ(۱۱) کتب کو گیارہ سو ساٹھ (۱۱۶۰) سے زائد ابواب میں تقسیم کیا، ابواب کی تدوین حضرت شاہ صاحبؒ کی فقہ الحدیث میں مہارت اور فہمِ حدیث کی بیّن دلیل ہے۔چنانچہ اس مقصد کے لیے شاہ صاحبؒ نے باب کی طوالت کی بھی پرواہ نہیں کی۔ذیل میں چند ابواب کے عنوانات بطور مثال ملاحظہ کیجئے۔

باب: القتل ینفسم با عتبار المقتولین الی اقسام ولکل قسم حکم یخصہ امام فی القود و امافی الدیۃ واما فیھما جمیعاً قتل الحر و قتل العبد و قتل الذکر و قتل الانثیٰ و قتل المسملم و قتل الکافر و قتل الجنین ولا اعتبار لکون المقتول شریفاً أو ضیعاً جمیلا او دمیما صغیراً أو کبیراً غنیاً أو فقیرا واذا وجب القود علی انسان فترک لہ شئی من الدم بان عفا احد الورثۃ صار موجبۃ الدیۃ للآخرین- (کتاب احکام الخلافۃ)(۴۳)

(قتل کی مقتولین کے اعتبار سے چند قسمیں ہیں اور ہر قسم کا خاص حکم ہے۔ قصاص، دیت یا ان دونوں کا کسی آزاد شخص کو قتل کرنے پر یکجا کر دینا، غلام کا قتل، مرد کا قتل، عورت کا قتل، مسلمان کا قتل، کافر کا قتل، جنین کا قتل، مقتول کا شریف یا وضع دار، خوبصورت یا بدصورت، بڑا یا چھوٹا یا مالدار یا مفلس ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ اگر کسی شخص پر قصاص لازم ہو جائے تو خونبہا سے ہر چیز اسے چھوڑ دی جاتی ہے، کیونکہ اپنے ورثہ کو معاف کر دینا، مقتول کے ورثہ سے دوسرے کے حق میں دیت کو واجب کر دیتا ہے)۔

باب: ان رأى منها علامة النشوز و عظها فإن ابدت نشوزاً هجرها فان أقامت على النشوز ضربها ضرباً غير مبرح و ان نشز استحب لها ان تصلح بترك بعض حقها و ان تنا شزا فليبعث الحاكم حكماً من اهله و حكماً من اهلها فان نفع و الا تفارقا (٤٤)

(اگر شوہر بیوی میں سرکشی کی علامت دیکھے تو اسے نصیحت کرے اور اگر پھر بھی سرکشی کرے تو اس سے اپنا بستر الگ کر لے اور اگر پھر بھی وہ سرکشی پر اصرار کرے تو پھر اس کی پٹائی کرے لیکن شدید ضرب نہ لگائے اور اگر مرد سرکشی کرے تو بیوی اپنے بعض حقوق نان و نفقہ کی قسم سے ترک کر کے صلح کر لے اور اگر میاں بیوی دونوں ایک دوسرے سے سرکشی کریں اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے ناراض ہو تو ان دونوں کے درمیان" ثالث مقرر کیے جائیں ایک بیوی کے خاندان سے اور دوسرا شوہر کے خاندان سے ہو جو کہ دونوں کے درمیان وجۂ نزاع معلوم کر کے ان میں صلح کرا دیں اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو دونوں میں باہم مفارقت کر دیں)

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے موطا کی دونوں شروح میں روایات کی ترتیب اور ابواب بندی میں امام یحییٰ بن یحییٰ مصمودیؒ (۱۵۲۔۲۳۴ھ) کی روایت کا التزام کیا ہے۔ اگرچہ بعض مواقع پر آپ کو روایات کی کمی کا احساس بھی ہوا ہے۔ شاہ صاحبؒ کتاب سیرۃ النبی ﷺ و اصحابہ میں، باب: سیرۃ ابی بکر الصدیقؓ و فضائلہ اور باب: سیرۃ عمر بن الخطابؓ ان ابواب کے نقل کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں:

اس مقام پر تقاضا یہ تھا کہ سیرت حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کو بھی اس جگہ ذکر کیا جاتا مگر چونکہ ہم نے روایت یحییٰ بن یحییٰ کو شرط ٹھہرایا ہے اور موطا میں ان کی سیرت کے حوالے

سے کوئی روایت موجود نہیں ہے۔ فقیر (شاہ ولی اللہ ؒ) کی تصانیف ماسوائے موطا کی شرح کے، مناقب اور سیرت پر ان بزرگوں اور جمیع صحابہؓ کا ذکر ہے اور خصوصاً کتاب ازالہ الخفاعن خلافة الخلفاء میں شرح و تفصیل سے ذکر کیا ہے"۔(۴۵)

ایک اور مقام پر شاہ صاحبؒ نے امام یحیٰ بن یحیٰ مصمودیؒ (ت ۲۳۴ھ) کی روایت کردہ مرویات کے علاوہ بھی روایت لی ہے:

باب: تحب النية فى الوضوء والغسل ، روى مالک باسناده فى غير رواية يحيىٰ بن يحيىٰ ان رسول الله قال: " انّما الا عمال بالنّيّات"(٤٦)

موطا امام مالک میں بلاغات بکثرت موجود ہیں، اگر کسی شخص کو کوئی حدیث لکھی ہوئی مل جائے اور وہ خط تحریر سے اس حدیث کے لکھنے والے کو پہچانتا ہو تو بشرط اجازت اس حدیث کو روایت کر سکتا ہے، اس کو فن حدیث کی اصطلاح میں وجادت کہتے ہیں، ۴۷ امام مالکؒ نے اہل علم کی کتب اور ان کے نوشتوں میں موجود جو احادیث لکھی ہوئی پائیں تو ان کو بلغہ عن النبی ﷺ کے صیغہ کے ساتھ روایت کر دیا، اس قسم کی تمام روایات فنی طور پر منقطع کا حکم رکھتیں ہیں، اس لحاظ سے امام مالکؒ کی تمام بلاغات وجادت کے تحت آتی ہیں۔(۴۸)

امام مالکؒ کے مذہب میں اہلِ مدینہ کا تعامل بھی بنیادی دلائل میں سے ہے۔ موطا میں اہلِ مدینہ کے تعامل کے اظہار کے لیے امام مالکؒ نے کچھ خاص اصطلاحات وضع کیں۔ شاہ صاحب ان کے بارے میں کہتے ہیں۔

پس اگر شہر والے کسی مسئلہ پر متفق ہو گئے تو پچھلے علماء نے اس کو مضبوط پکڑ لیا اور اسی جیسی بات کے واسطے امام مالکؒ یہ کہا کرتے ہیں (ا لسنته ا لتى لا ا ختلا ف فيها عند نا كذا و كذا) یعنی جس سنت میں ہمارے نزدیک کچھ اختلاف نہیں، فلاں بات ہے اور اگر اہلِ شہر میں اختلاف ہوا تو اقوال میں سے قوی تر اور راجح تر کو اختیار کیا خواہ یہ قوت بوجہ کثرت قائلین کے ہو یا بوجہ موافقت کسی قیاس قوی یا تخریج کتاب و سنت کی اور اس جیسی بات کو امام مالکؒ یوں بولتے ہیں۔

"هذا احسن ما سمعت" یعنی یہ بات ان سب میں سے بہتر ہے جو میں نے سنی ہیں۔(۴۹)

امام مالکؒ اور ان کے شیوخ کے ایسے اقوال جس پر اجماع نہیں ہے شاہ صاحبؒ نے انہیں حذف کر دیا ہے، فرماتے ہیں:

امام مالکؒ کے اپنے اختیار کردہ اقوال، فقہائے سبعہ کے فتاویٰ، اور اہلِ مدینہ کا تعامل جن کو آپؒ بیان کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے " السنة عندنا کذا و کذا " یعنی ہمارے نزدیک فلاں، فلاں بات سنت ہے، اس پر امام شافعیؒ بطورِ افادہ فرماتے ہیں کہ وہ (اقوال فتاویٰ) اجماع نہیں ہیں بلکہ امام مالکؒ اور ان شیوخ کے اختیار کردہ ہیں۔ چنانچہ فقیر (شاہ ولی اللہؒ) نے اس شرح میں اس قسم کے (اقوال و فتاویٰ) جو جمہور اہلِ علم کے موافق تھے انہیں ذکر کیا ہے اور جو امام مالکؒ کے ساتھ مخصوص تھے انہیں ذکر نہیں کیا ہے"۔(٥٠)

حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے موطا کی دونوں شروح میں یحییٰ بن یحییٰ مصمودیؒ (ت ٢٣٤ھ) کی روایت کا التزام کیا ہے لیکن ان مرویات میں امام مالکؒ کے جو اقوال حذف کے گئے ہیں ان کا مطالعہ بھی فائدہ سے خالی نہیں ہے۔

المسوّیٰ اور المصفٰی حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فکر و فلسفہ کو سمجھنے میں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ درس حدیث کے جس اسلوب کو رواج دینا چاہتے تھے، یہ دونوں شروح اس کی آئینہ دار ہیں کہ علماء کرام اس کی اہمیت اور افادیت سے انکار نہیں کر سکے، ذیل میں ہم مشاہیر علماء کا المسوّیٰ اور المصفٰی کے بارے میں تبصرہ نقل کرتے ہیں:

مولانا عبید اللہ سندھیؒ (١٢٨٩۔١٣٦٣ھ) لکھتے ہیں:

"میرے نزدیک قرآن اور اس کے بعد المسوّیٰ اسلام کی تعلیم کا ایک مکمل نصاب ہے۔"(٥١)

سید مناظر احسن گیلانیؒ (١٣١٠۔١٣٧٥ھ) شاہ صاحب کی دونوں کتابوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"شاہ صاحبؒ نے موطا کی فارسی اور عربی شرحوں میں مجتہدانہ نکات کی طرف اشارہ فرمایا ہے"۔(٥٢)

مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (١٣٢٦۔١٤٠٨ھ) لکھتے ہیں:

" المسوّیٰ کو دیکھنے سے شاہ ولی اللہؒ کی علوم الحدیث اور فقہ الحدیث میں محققانہ اور مجتہدانہ شان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے"۔(٥٣)

ڈاکٹر محمد الغزالی لکھتے ہیں:

''Al-Musawwa min Ahadith al-muatta: It is a highly technical commentary in Arabic on this early collection compiled by Malik bin Anas".(54) ''MusaffaSharh-i-Muwatta (Persian): It

represents Shah Wali Allah's methodology in the teaching of Hadith''(55)

مولانا محمد حنیف گنگوہی لکھتے ہیں:

"مصفیٰ شرح موطا، موطا امام مالک کی فارسی میں بہترین شرح ہے جس کے دیکھنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ مصنّف کو حدیث وفقہ نیز استخراج مسائل میں کتنا ملکہ تھا"۔(۵۶)

"مسوّیٰ شرح موطا، یہ عربی زبان میں ہے اور آپؒ کے اختیار کردہ طریقہ درس حدیث کا نمونہ ہے"۔(۵۷)

پروفیسر غلام حسین جلبانی المسوّیٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خود شاہ صاحبؒ نے "موطا" کی دو شرحیں سپردِ قلم کی ہیں، ان میں "المسوّیٰ" کو مقبولیت خاص وعام حاصل ہوئی کیونکہ اس میں شرعی احکامات کی بھرپور تنقیح اور توضیح کی گئی ہے۔اس کی بہت سی دیگر خصوصیات کے ماسوا کچھ یہ بھی ہیں: قرآن پاک کی نص سے ماخوذ احکامات، مستفیض احادیث سے ثابت شدہ احکام، ہر مسئلہ سے متعلق وہ اصول جو باعتبار روایت مضبوط اور معتبر ہیں، وہ مسائل جن پر جمہور صحابہؓ اور تابعینؒ کا اتفاق ہے نیز امام مالکؒ کے استنباطات جن کی محدثین فقہاء نے پیروی کی ہے، اس میں نہایت وضاحت سے کھل کھل کر بیان کیے گئے ہیں۔ بلاشبہ یہ شرح صحیح راہ کی طرف ایک روشن قندیل کا کام دیتی ہے"۔(۵۸)

ابوالحسن علی ندویؒ (۱۹۱۳۔۱۹۹۹ھ) لکھتے ہیں:

شاہ صاحبؒ فقہ حدیث اور درس حدیث کا جو طریقہ رائج کرنا چاہتے تھے، یہ دونوں کتابیں اس کا نمونہ ہیں اور ان سے شاہ صاحب کی علومِ حدیث اور فقہ حدیث میں محققانہ اور مجتہدانہ شان کا اظہار ہوتا ہے۔(۵۹)

مولانا عبدالرشید عراقی، مصفیٰ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ شرح بڑے علمی فوائد اور تحقیقی نکات پر مشتمل ہے اور اس کا شمار شاہ صاحبؒ کی اہم کتابوں میں ہوتا ہے"۔(۶۰)

المسوّیٰ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ شرح بھی حضرت شاہ ولی اللہؒ کے علمی تبحر، وسعت مطالعہ اور ذوق تحقیق کی تماشا گاہ ہے۔ اس میں مصنف نے اپنی خداداد قابلیت اور تبحر کا کمال دکھایا ہے"۔۶۱

مولانا محمد میاں صدیقی، مصفیٰ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس میں آپؒ (شاہ ولی اللہ) نے احادیث اور آثار کو الگ الگ کر دیا ہے اور اقوال مالکؒ کو مناسب طریقہ سے بیان کیا ہے، ان کے ساتھ دیگر فقہاء کے اقوال نقل کئے ہیں اور احادیث پر مجتہدانہ طریق پر بحث کی ہے"۔(٦٢)

المسوّیٰ کے بارے میں لکھتے ہیں:

شرح میں وہ اسلوب اختیار کیا ہے جو طالب علم کے لئے سہل اور دل نشیں ہو۔(٦٣)

ڈاکٹر زبید احمد نے شاہ صاحبؒ کی موطا کی دونوں شرحوں پر یوں تبصرہ کیا ہے:

شاہ ولی اللہؒ نے موطا کی شرح فارسی میں بھی لکھی ہے مگر وہ اتنی جامع نہیں ہے جتنی کہ عربی شرح ہے۔(٦٤)

ایس۔ایم۔ناز کہتے ہیں:

"المصفیٰ اور المسوّیٰ کے متنوع افادات میں آپ کی علمی شان بحیثیت شارحِ حدیث منفرد دکھائی دیتی ہے۔(٦٥)

موطا پر شاہ ولی اللہؒ کے کام کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ شاہ صاحب کو موطا کے ساتھ کس قدر والہانہ محبت تھی، آپؒ نے اپنے وقت کی قومی زبان فارسی میں موطا کا ترجمہ کیا، ابواب بندی کی اور دو شرحیں لکھیں، آپؒ کی یہ خدمات موطا پر کام کرنے والوں کے لیے مستند مصدر کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) امام مالک بن انس کے تفصیلی حالات جاننے کے لیے دیکھیں: التاریخ الکبیر، امام بخاری ۷/ ۳۱۰۔ تذکرۃ الحفاظ، الذھبی ۲/ ۹۴۔ البدایۃ والنھایۃ، ابن کثیر ۱۰/ ۱۴۴۔

(۲) دہلوی، شاہ ولی اللہ محدثؒ (۱۱۱۴۔ ۱۱۷۶ھ)، حجۃ اللہ البالغہ: ۳۰۲/ ۱، قدیمی کتب خانہ، کراچی، پاکستان۔

(۳) فیروز آبادی، مجد الدین محمد بن یعقوب (ت ۸۱۷ھ)، القاموس المحیط والقابوس الوسیط: ۵۵/ ۱، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، قاہرہ۔ ۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۲ء۔

(۴) الزرقانی، محمد بن عبد الباقی بن یوسف المصری الازھری (ت ۱۱۲۲ھ)، شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک: ۶۲/ ۱، مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ، القاھرہ۔ ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء۔

(۵) القاموس المحیط والقابوس الوسیط: ۵۵/ ۱، دہلوی، شاہ ولی اللہ محدثؒ (ت ۱۱۷۶ھ)، المصفّیٰ شرح مؤطا: ۱/ ۵۵، میر محمد کتب خانہ، کراچی، پاکستان۔

(۶) کاندھلوی، محمد زکریاؒ (۱۳۱۵۔ ۱۴۰۲ھ)، اوجز المسالک الی مؤطا مالک: ۴۳/ ۱، دار القلم، دمشق، شام۔ ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء۔

(۷) سابق مرجع۔

(۸) ندوی، سیّد سلیمان (۱۳۰۲۔ ۱۳۷۳ھ)، حیاتِ امام مالکؒ، ص: ۸۸، مجلسِ نشریاتِ اسلام، کراچی، پاکستان۔

(۹) سہیل حسن، ڈاکٹر (۱۹۵۱ء۔۔۔)، معجم اصطلاحاتِ حدیث، ص: ۳۷۹، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، پاکستان۔ ۲۰۰۳ء۔

(۱۰) الیحصبی، قاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰؒ (۴۷۶۔ ۵۴۴ھ)، ترتیب المدارک وتقریب المسالک للمعرفۃ الاعلام مذھب مالک: ۱۹۳/ ۱، دار المکتبۃ الحیات، بیروت، لبنان۔

(١١) المرسل: ھو ما سقط من آخر اسناده من بعد التابعی۔(وہ حدیث جس کے آخر سند میں تابعیؒ کے بعد انقطاع ہو اور راوی حذف ہوں)۔العسقلانی، ابن حجر، شہاب الدین احمد الکنانی (ت ٨٥٢ھ)، نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، ص:٤٣، مکتبۃ امدادیہ، ملتان، پاکستان۔

(١٢) الموقوف: ھو ما أضیف الی الصحابیّ من قول، أو فعل، أو تقریر۔(وہ قول، فعل یا تقریر جس کی اضافت صحابیؓ کی طرف ہو)۔ابن الصلاح، ابو عمر عثمان، معرفۃ انواع علوم الحدیث، ص:٤٦، المکتبۃ العلمیۃ، مدینۃ المنورۃ، سعودی عرب۔١٣٨٦ھ۔

(١٣) السیوطیؒ، جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابو بکر (٨٤٩۔٩١١ھ)، تنویر الحوالک فی شرح مؤطا امام مالک: ٥/١، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان۔

(١٤) المصفّیٰ شرح مؤطا:١/٨۔

(١٥) شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک:٦١/١۔

(١٦) الاصبحی، امام مالک بن انس مدنیؒ (٩٣۔١٧٩ھ)، المؤطا (مقدمہ)، تحقیق۔محمد فواد عبد الباقی: دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔١٤٠٦ھ/١٩٨٥ء۔

(١٧) المصفّیٰ شرح مؤطا:١/ ٦۔

(١٨) سابق مرجع۔

(١٩) السیوطیؒ، تنویر الحوالک فی شرح مؤطا امام مالک:٥/١۔

(٢٠) سابق مرجع۔

(٢١) سابق مرجع:١/ ٧۔

(٢٢) حجۃ اللہ البالغہ:٣٨٠/١۔

(٢٣) دہلوی، شاہ عبد العزیز محدثؒ (١١٥٩۔١٢٣٩ھ)، عجالۂ نافعہ، ص:٣، میر محمد کتب خانہ، کراچی، پاکستان۔

(٢٤) دہلوی، شاہ عبد العزیز محدثؒ (١١٥٩۔١٢٣٩ھ)، بستان المحدثین فی تذکرۃ الکتب الحدیث والمحدثین، مترجم، عبد السمیع، ص:٢٢، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، پاکستان۔١٩٨٤ء۔

(۲۵) ندوی، سیّد سلیمان (۱۳۰۲۔۱۳۷۳ھ)، حیاتِ امام مالکؒ، مجلسِ نشریاتِ اسلام، کراچی، پاکستان۔

(۲۶) تفصیلی حالات جاننے کے لیے مطالعہ کریں؛ الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضیف از شاہ ولی اللہ دہلویؒ، نزھۃ الخواطرو بھجۃ المسامع والنواظر، عبدالحی حسنی لکھنویؒ (ت ۱۳۴۱ھ)۔

(۲۷) القول الجلی فی ذکر آثارالولی، ص:۱۳۶۔

(۲۸) الجزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف، ص:۳۹۶۔

(۲۹) گیلانی، مناظر احسن (۱۳۱۰۔۱۳۷۵ھ)، تذکرہ شاہ ولی اللہؒ، ص:۱۶۰، نفیس اکیڈمی، کراچی، پاکستان۔ ۱۹۸۳ء۔

(۳۰) المصفّیٰ شرح موَطا:۱/ ۳۔

(۳۱) سابق مرجع۔

(۳۲) المسوّیٰ من احادیث المؤطا:۱/ ۶۵۔ المصفّیٰ شرح موَطا:۱/ ۲۱۔

(۳۳) سابق مرجع۔ عجالۂ نافعہ، ص:۱۹،۲۰۔

(۳۴) بستان المحدثین فی تذکرۃ الکتب الحدیث والمحدثین، ص:۲۹۔

(۳۵) المسوّیٰ من احادیث المؤطا:۱/ ۵۶۔

(۳۶) مصفیٰ شرح موطا:۳۱۷/۲۔

(۳۷) بستان المحدثین فی تذکرۃ الکتب الحدیث والمحدثین، ص:۲۹۔

(۳۸) المسوّیٰ من احادیث المؤطا:۱/ ۶۴۔

(۳۹) الزحیلی، وہبہ بن مصطفیٰ، ڈاکٹر (و۱۹۳۲ء)، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دارالفکر:۸۹/ا، دمشق، شام۔ ۱۴۲۷ھ۔

(۴۰) المسوّیٰ من احادیث المؤطا:۱/ ۶۴۔

(۴۱) سابق مرجع:۶۳/ا۔

(۴۲) المصفّیٰ شرح موَطا:۱/ ۱۱۔

(۴۳) المسوّیٰ من احادیث المؤطا:۲/ ۲۳۵۔ المصفّیٰ شرح موَطا:۲/ ۱۰۵۔

(۴۴) المسوّیٰ من احادیث المؤطا:۲/ ۱۳۲۔ المصفّیٰ شرح موَطا:۲/ ۲۸۔